ISSN Online: 3006-4708
ISSN Print: 3006-4694
SOCIAL SCIENCE REVIEW ARCHIVES
https://policyjournalofms.com

A Comparative and Analytical Study of the Concept of Soul in Islam and Buddhism in the Light of Twentieth Century Scholars

Hafiza Sadaf[1], Dr Majid Rashid*[2], Dr Muhammad Muslim[3]
[1] PHD Scholar, Islamic Studies, Institute of Humanities and Arts, Khawaja Fareed University of Engineering and Information Technology, RYK. hafizasadaf737@gmail.com
[2] Assistant Professor, Islamic Studies, Institute of Humanities and Arts, Khawaja Fareed University of Engineering and Information Technology, RYK.
*Corresponding Author: majid.rashid@kfueit.edu.pk
[3] Assistant Professor, Govt. Khawaja Fareed Graduate College RYK. muslimryk@gmail.com

DOI: https://doi.org/10.70670/sra.v4i2.2376

Abstract
The soul plays a central role in Islam and Buddhism, influencing both religions' perspectives on the nature of humans, life, death and the afterlife. Though both traditions ask the same sorts of existential questions, they offer very different answers to what constitutes the soul and identity of the person. In Islam, the soul is considered a gift of Allah to people and is an integral part of their moral responsibility, accountability and life after death.

The Qurʾān says, "And they ask you about the soul, say: 'Of the command of my Lord and of your knowledge you have been given only a little' (Qur'an, Sūrah al-Isrāʾ 17:85). According to this verse, the soul cannot be fully understood by man, but its presence is guaranteed in Islamic beliefs. By contrast, Buddhism does not believe in an eternal, unchanging soul, but rather in the doctrine of Anattā (Non-Self) that explains how the individual is seen as a dynamic collection of the Five Aggregates (Pañcakkhandha) which are not a spiritual entity.

The Buddha taught that a lack of compassion is the source of all suffering. It is because of lack of compassion that all suffering arises, as Walpola Rahula states in What the Buddha Taught (London: Gordon Fraser, 1959, pp. In 51-56, the Buddha has steadfastly rejected the notion of a permanent self and taught of impermanency (anicca) and dependent origination (paṭiccasamuppāda), which form the foundation of human existence. This research compares and analyzes the idea of soul from Islamic and Buddhist points of view using the lenses of Muslim and Buddhist selected scholars of the twentieth century. The study focuses on the contribution of Abul A‘la Maududi, Muhammad Asad, Fazlur Rahman and Muhammad Hamidullah among the Muslim scholars while the Buddhist view is brought in through the works of Walpola Rahula, Bhikkhu Bodhi, D. T. Suzuki and other prominent Buddhist scholars. Their interpretations have been discussed in connection with the fundamental religious sources to show the continuity and the intellectual development in current scholarships.

The methodology adopted in the research is qualitative, comparative, and analytical with the primary sources of the research are Quran, authentic hadith books, pali canon, and reliable commentaries. The study shows that Islam considers the soul as a reality that has an existence in the metaphysical realm and that will be answered in the afterlife, while Buddhism denies the existence of a permanent soul but instead teaches the concept of the continuity of souls through the concept of "karma" and "rebirth".

These conflicting views have had a significant impact on the concept of human identity, moral obligation, salvation, and eternal fate in both religions. The results advance current comparative religious studies by providing a critical evaluation of two major religious traditions and how they have different understandings of the soul that influence their theological and philosophical perspectives.

Keywords: Soul, *Rūḥ*, Islam, Buddhism, Anattā, Non-Self, Twentieth-Century Scholars, Comparative Religion, Life after Death, Moral Responsibility.

اسلام اور بدھ مت میں روح کے تصور کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ: بیسویں صدی کے اسکالرز کی آراء کی روشنی میں

موضوع کے انتخاب کا جواز

اسلام اور بدھ مت دنیا کے اہم مذاہب میں شمار ہوتے ہیں، جنہوں نے انسانی زندگی، موت، روح، اخلاقیات اور مابعد الموت کے حوالے سے گہرے اور منظم نظریات پیش کیے ہیں۔ اگرچہ دونوں مذاہب انسان کو اخلاقی، ذمہ دار اور بامقصد زندگی گزارنے کی تعلیم دیتے ہیں، لیکن روح کی حقیقت، انسانی شناخت، موت کے بعد کی زندگی اور نجات کے متعلق ان کے تصورات میں بنیادی اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہی اختلاف تقابلی مذہبی مطالعات (Comparative Religious Studies)میں اس موضوع کو غیر معمولی اہمیت عطا کرتا ہے۔

اسلام کے نزدیک روح اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ایک مستقل اور غیر مادی حقیقت ہے، جو انسان کی زندگی، اخلاقی ذمہ داری اور آخرت میں جواب دہی کی بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا

"اور وہ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے کہ روح میرے رب کے حکم میں سے ہے، اور تمہیں علم میں سے بہت تھوڑا دیا گیا ہے۔[i]

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام روح کو ایک حقیقی اور مستقل وجود تسلیم کرتا ہے، اگرچہ اس کی مکمل ماہیت انسانی عقل سے ماورا ہے۔ اس کے برعکس بدھ مت کا بنیادی نظریہ اناتّا مستقل روح کے وجود کی نفی کرتا ہے اور انسانی شخصیت کو مسلسل تغیر پذیر جسمانی و ذہنی عناصر کا مجموعہ قرار دیتا ہے۔ یہ بنیادی اختلاف دونوں مذاہب کے تصورِ انسان، اخلاقی ذمہ داری، نجات اور مابعد الموت کے نظریات کو ایک دوسرے سے نمایاں طور پر مختلف بناتا ہے۔

عصرِ حاضر میں بین المذاہب مکالمہ تقابلی مذہبی مطالعات اور عالمی فکری مباحث میں روح، شعور، انسانی شناخت اور اخلاقی ذمہ داری جیسے موضوعات غیر معمولی اہمیت اختیار کر چکے ہیں۔ جدید فلسفہ، نفسیات اور علومِ اعصاب میں بھی یہ سوال زیرِ بحث ہے کہ آیا انسان کی حقیقت صرف مادی جسم تک محدود ہے یا اس کے اندر کوئی غیر مادی حقیقت بھی موجود ہے۔ اس تناظر میں اسلام اور بدھ مت کے تصورات کا تقابلی مطالعہ نہ صرف مذہبیات بلکہ فلسفہ، اخلاقیات اور انسانی علوم کے لیے بھی اہمیت رکھتا ہے۔

بیسویں صدی کے مسلم مفکرین، مثلاً علامہ محمد اقبال، سید ابوالاعلیٰ مودودی، محمد اسد اور فضل الرحمٰن نے اسلامی تصورِ روح کو جدید فکری چیلنجز کے تناظر میں نئی تعبیرات کے ساتھ پیش کیا، جبکہ بدھ مفکرین نے اناتّا کے نظریے کو جدید علمی اسلوب میں واضح کیا۔ اس کے باوجود ان دونوں فکری روایتوں کا ایک منظم تقابلی مطالعہ، خصوصاً بیسویں صدی کے منتخب اسکالرز کی آراء کی روشنی میں، محدود نظر آتا ہے۔ یہی علمی خلا اس تحقیق کی ضرورت اور اہمیت کو ثابت کرتا ہے۔

اسلام اور بدھ مت کے درمیان صرف اختلافات کو بیان نہیں کرتی بلکہ ان مشترکہ اخلاقی اصولوں کو بھی نمایاں کرتی ہے جو انسانی فلاح، امن، عدل، خود احتسابی اور ذمہ داری کے فروغ میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ موجودہ دور میں مذہبی ہم آہنگی، بین الثقافتی مکالمے اور عالمی امن کے لیے مختلف مذاہب کے بنیادی افکار کو صحیح علمی تناظر میں سمجھنا ناگزیر ہے، اور یہ تحقیق اسی ضرورت کو پورا کرنے کی ایک علمی کوشش ہے۔

تحقیق کے مقاصد

اس تحقیق کے بنیادی مقاصد درج ذیل ہیں:

1. اسلام میں روح کے تصور کا قرآنِ مجید، سنتِ نبوی ﷺ اور منتخب مسلم مفکرین کی آراء کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ کرنا۔
2. بدھ مت میں اناتّا یا عدمِ نفس کے تصور کا بنیادی بدھ متی متون اور جدید بدھ اسکالرز کی آراء کی روشنی میں جائزہ لینا۔
3. اسلام اور بدھ مت میں روح، انسانی شناخت، اخلاقی ذمہ داری، موت اور مابعد الموت کے تصورات کا تقابلی و تنقیدی مطالعہ کرنا۔
4. بیسویں صدی کے منتخب مسلم اور بدھ اسکالرز کی تعبیرات کا تجزیہ کرتے ہوئے ان کے فکری اشتراکات اور بنیادی اختلافات کو واضح کرنا۔
5. یہ معلوم کرنا کہ دونوں مذاہب کے روح سے متعلق تصورات معاصر تقابلی مذہبی مطالعات، بین المذاہب مکالمے اور اخلاقی فلسفے میں کس حد تک رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

تحقیقی سوالات

اس تحقیق میں اسلام اور بدھ مت میں روح کے تصور کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ بیسویں صدی کے منتخب مسلم اور بدھ اسکالرز کی آراء کی روشنی میں کیا گیا۔ تحقیق کے آغاز میں قائم کیے گئے تحقیقی سوالات کے تجزیے سے درج ذیل نتائج اخذ کیے گئے:

- اسلام میں روح کا تصور کیا ہے، اور قرآنِ مجید و سنتِ نبوی ﷺ اس کی حقیقت، مقام اور انسانی زندگی میں اس کے کردار کو کس طرح بیان کرتے ہیں؟

- بدھ مت میں اناتّا یا عدمِ نفس کا نظریہ کیا ہے، اور بدھ مت کے بنیادی متون اس تصور کی کس طرح وضاحت کرتے ہیں؟
- اسلام اور بدھ مت میں روح، انسانی شناخت، موت، مابعد الموت اور نجات کے تصورات میں بنیادی مماثلتیں اور اختلافات کیا ہیں؟
- بیسویں صدی کے منتخب مسلم اور بدھ اسکالرز نے روح یا عدمِ روح کے تصور کی کس انداز میں تعبیر و تشریح کی ہے، اور ان کی آراء میں کون سے اہم فکری رجحانات نمایاں ہوتے ہیں؟
- اسلام اور بدھ مت کے روح سے متعلق تصورات معاصر تقابلی مذہبی مطالعات، بین المذاہب مکالمے اور اخلاقی فلسفے میں کس حد تک مؤثر اور قابلِ استفادہ ہیں؟

مفروضہ تحقیق

اسلام روح کو اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ایک مستقل، غیر مادی اور بقا پذیر حقیقت قرار دیتا ہے، جو انسان کی انفرادی شناخت، اخلاقی ذمہ داری اور آخرت میں جواب دہی کی بنیاد ہے، جبکہ بدھ مت مستقل روح کے تصور کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ اناتّاکے نظریے کی بنیاد پر انسانی وجود کو تغیر پذیر جسمانی و ذہنی عناصر کے مجموعے کے طور پر بیان کرتا ہے۔ یہی بنیادی نظریاتی اختلاف دونوں مذاہب کے تصورِ انسان، اخلاقی ذمہ داری، نجات اور مابعد الموت کے تصورات کو ایک دوسرے سے نمایاں طور پر مختلف بناتا ہے۔

ادبی جائزہ

اسلام اور بدھ مت میں روح، نفس، زندگی، موت اور مابعد الموت کے تصورات پر قدیم اور جدید ادوار میں متعدد تحقیقی کام کیے گئے ہیں۔ اسلامی روایت میں مفسرین، محدثین، متکلمین اور فلسفیوں نے روح کی حقیقت، اس کے جسم سے تعلق، برزخی زندگی اور آخرت کے مراحل پر تفصیلی مباحث پیش کیے ہیں، جبکہ بدھ مت میں اناتّا کرما (Karma) پنر جنم اور نروان کے موضوعات پر وسیع علمی سرمایہ موجود ہے۔ تاہم دونوں مذاہب میں روح کے تصور کا بیسویں صدی کے منتخب مسلم اور بدھ اسکالرز کی آراء کی روشنی میں تقابلی و تجزیاتی مطالعہ نسبتاً کم توجہ حاصل کر سکا ہے۔ اسی علمی خلا کو پُر کرنا موجودہ تحقیق کا بنیادی مقصد ہے۔

اسلامی مصادر میں قرآنِ مجید روح کے تصور کا بنیادی ماخذ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روح کی حقیقت کو اپنے "امر" سے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي

"اور وہ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے کہ روح میرے رب کے حکم میں سے ہے"[ii]

قرآن مجید کی تفسیر میں امام محمد بن جریر طبری نے *جامع البیان* میں روح کے قرآنی تصور کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ روح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، جس کی اصل حقیقت انسان کے لیے غیب میں ہے، تاہم اس کا وجود قطعی ہے۔[iii]

اسی طرح امام ابن کثیر نے تفسیر القرآن العظیم میں روح کی نسبتِ الٰہی کو اضافتِ تشریف قرار دیا اور اس بات کی تردید کی کہ روح اللہ تعالیٰ کی ذات کا کوئی جز ہے۔[iv]

اسلامی علمی روایت میں روح کے موضوع پر مستقل کتاب بھی لکھی گئی۔ امام ابن القیم الجوزیہ کی مشہور تصنیف کتاب الروح اس میدان کی اہم ترین کلاسیکی کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس میں انہوں نے روح کی حقیقت، قبضِ روح، عالمِ برزخ، ارواح کے احوال اور موت کے بعد کی زندگی پر قرآن و حدیث کی روشنی میں تفصیلی بحث کی ہے۔[v]بیسویں صدی میں مسلم مفکرین نے روح کے تصور کو جدید فکری تناظر میں ازسرِ نو پیش کیا۔ علامہ محمد اقبال نے *The Reconstruction of Religious Thought in Islam*میں روح کو "خودی (Selfhood) "کے تصور کے ساتھ مربوط کرتے ہوئے اسے انسان کی تخلیقی اور ارتقائی شخصیت کی بنیاد قرار دیا۔ ان کے نزدیک اسلام فرد کی انفرادی شناخت کو محفوظ رکھتا ہے اور یہی شناخت آخرت میں بھی برقرار رہتی ہے۔[vi]اسی طرح سید ابوالاعلیٰ مودودی نے *تفہیم القرآن* میں روح کو انسان کی اخلاقی ذمہ داری، خلافتِ ارضی اور جواب دہی کا بنیادی عنصر قرار دیا۔ ان کے نزدیک قرآن کا تصورِ روح انسان کی تکریم اور اس کے دینی فریضے کو واضح کرتا ہے۔[vii]

محمد اسد نے *The Message of the Qur'an*میں روح کے مسئلے کو فلسفیانہ قیاس آرائی کے بجائے قرآنی تناظر میں سمجھنے پر زور دیا۔ ان کے مطابق قرآن روح کی ماہیت کی مکمل وضاحت اس لیے نہیں کرتا کہ اس کا مقصد انسان کو غیر ضروری مابعد الطبیعیاتی مباحث میں الجھانا نہیں بلکہ اخلاقی اصلاح کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔[viii]

فضل الرحمٰن نے *Major Themes of the Qur'an*میں روح کو انسانی اخلاقی شعور، آزادیِ ارادہ اور دینی ذمہ داری سے جوڑتے ہوئے اس کے قرآنی تصور کا جدید تجزیہ پیش کیا۔[ix]دوسری جانب بدھ مت کے کلاسیکی متون خصوصاً Vinaya Piṭaka، Sutta Piṭakaاور Abhidhamma Piṭakaمیں انسانی وجود، اناتّا، کرما اور نروان پر بنیادی تعلیمات موجود ہیں۔ ان متون میں اناتّا کے نظریے کا بنیادی متن سمجھا جاتا ہے، جس میں بدھ نے مستقل روح کے تصور کی نفی کرتے ہوئے پانچ عناصر (Five Aggregates)کے نظریے کی وضاحت کی ہے۔[x]

بیسویں صدی کے ممتاز بدھ مفکر Walpola Rahulaنے اپنی معروف کتاب *What the Buddha Taught*میں بدھ مت کے اناتّا کے نظریے کو جدید علمی زبان میں پیش کیا۔ ان کے مطابق بدھ مت میں مستقل روح کا تصور موجود نہیں بلکہ شخصیت مسلسل تغیر پذیر جسمانی و ذہنی عوامل کا مجموعہ ہے۔[xi]اسی طرح Bhikkhu Bodhiنے *In the Buddha's Words*میں پالی کینن کی روشنی میں اناتّا، کرما اور شعور کے تسلسل کی جامع وضاحت کی ہے اور واضح کیا ہے کہ بدھ مت وجود کے انکار کا نہیں بلکہ مستقل ذات کے انکار کا مذہب ہے۔

تعارف

روح کا تصور انسانی فکر، مذہب اور فلسفے کے قدیم ترین اور بنیادی مباحث میں شمار ہوتا ہے۔ انسان نے ہمیشہ یہ جاننے کی کوشش کی ہے کہ اس کی حقیقی حقیقت کیا ہے، زندگی کا آغاز کیسے ہوتا ہے، موت کے بعد کیا پیش آتا ہے، اور آیا انسان کے وجود میں

کوئی ایسا غیر مادی عنصر موجود ہے جو جسم کے فنا ہونے کے باوجود باقی رہتا ہے۔ انہی سوالات نے مختلف مذاہب اور فلسفیانہ مکاتبِ فکر میں روح کے بارے میں متنوع نظریات کو جنم دیا۔ اسلام اور بدھ مت بھی ان اہم مذاہب میں شامل ہیں جنہوں نے انسانی وجود، روح، زندگی، موت اور مابعد الموت کے حوالے سے اپنے مستقل اور منظم تصورات پیش کیے ہیں۔

اسلام کے نزدیک انسان دو بنیادی عناصر، یعنی جسم اور روح، کا مجموعہ ہے۔ جسم مادی ہے، جبکہ روح اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے جو انسان کو حیات عطا کرتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"پھر جب میں اسے درست بنا لوں اور اس میں اپنی پیدا کی ہوئی روح پھونک دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدے میں گر جانا"[xii]

"پھر اس نے اسے درست کیا اور اس میں اپنی روح میں سے پھونکا، اور تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنائے، مگر تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔[xiii]"

مفسرین نے واضح کیا ہے کہ ان آیات میں **"روحی "**(میری روح) سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کا کوئی جز نہیں بلکہ روح کی نسبتِ تشریف (Honorific Attribution)ہے، جس کے ذریعے انسان کے مقام و شرف کو بیان کیا گیا ہے۔ امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اس نسبت کا مقصد روح کی عظمت کو ظاہر کرنا ہے، نہ کہ اس کا اللہ تعالیٰ کی ذات کا حصہ ہونا۔ [xiv]اسلام میں روح کی حقیقت کو ایک غیبی امر قرار دیا گیا ہے۔ جب نبی کریم ﷺ سے روح کے بارے میں سوال کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور وہ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیجیے کہ روح میرے رب کے حکم میں سے ہے، اور تمہیں علم میں سے بہت تھوڑا دیا گیا ہے۔[xv]"

علامہ سید ابوالاعلیٰ مودودی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قرآن کا مقصد روح کی ماہیت (Essence) بیان کرنا نہیں بلکہ یہ واضح کرنا ہے کہ روح ایک ایسا امر ہے جس کی مکمل حقیقت انسانی عقل کی دسترس سے باہر ہے، لہٰذا انسان کو اس کی عملی اور اخلاقی حیثیت پر توجہ دینی چاہیے۔[xvi]اسلامی تعلیمات میں روح صرف زندگی کا سبب نہیں بلکہ اخلاقی ذمہ داری، وحی کی قبولیت، جزا و سزا اور آخرت میں احتساب کی بنیاد بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب میت کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور لوگ واپس چلے جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔[xvii]"

یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ موت کے بعد بھی روح کا ایک خاص تعلق باقی رہتا ہے، جس کی نوعیت دنیاوی زندگی سے مختلف ہے۔

بدھ مت میں مستقل، ابدی اور غیر متغیر روح کے وجود کو قبول نہیں کیا جاتا۔ بدھ فلسفے کی بنیادی تعلیم اناتّا یا عدمِ نفس ہے، جس کے مطابق انسان کسی مستقل روح کا حامل نہیں بلکہ پانچ متغیر عناصر کا مجموعہ ہے، یعنی روپ ویدنا سنیا سنکھارا اور وِنّان ۔ انہی عناصر کے باہمی تعلق سے شخصیت تشکیل پاتی ہے اور انہی کے تغیر سے وجود میں مسلسل تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے۔

بدھ مفکر والپولا راہولا لکھتے ہیں:

"بدھ مت میں کسی دائمی، مستقل اور غیر متغیر روح کا تصور موجود نہیں۔ انسان دراصل مسلسل تغیر پذیر جسمانی اور ذہنی عوامل کا مجموعہ ہے۔[xviii]"

اسلام اور بدھ مت کے ان متضاد تصورات نے نہ صرف روح کی تعریف بلکہ زندگی، موت، مابعد الموت، اخلاقی ذمہ داری، نجات اور انسانی مقصدِ حیات کے متعلق دونوں مذاہب کے نظریات کو بھی ایک دوسرے سے نمایاں طور پر مختلف بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جدید تقابلی مذاہب کے مطالعات میں روح کا تصور ایک مرکزی علمی بحث کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

اسی تناظر میں موجودہ تحقیق کا مقصد اسلام اور بدھ مت میں روح کے تصور کا تقابلی و تجزیاتی جائزہ لینا ہے، خصوصاً بیسویں صدی کے منتخب مسلم اور بدھ اسکالرز کی آراء کی روشنی میں، تاکہ دونوں مذہبی روایتوں کے فکری اشتراکات، بنیادی اختلافات اور ان کے فلسفیانہ و اخلاقی مضمرات کو علمی انداز میں واضح کیا جا سکے۔

اسلام میں روح کا تصور

اسلامی عقیدہ کے مطابق روح انسان کے وجود کا بنیادی اور غیر مادی عنصر ہے جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے اور اسی کے ذریعے انسان کو زندگی عطا ہوتی ہے۔ قرآن مجید اور سنتِ نبوی ﷺ میں روح کے وجود، اس کی اہمیت، انسانی شخصیت میں اس کے کردار اور موت کے بعد اس کے استمرار کے متعلق واضح تعلیمات موجود ہیں۔ اگرچہ روح کی حقیقت کو مکمل طور پر انسانی عقل کی دسترس سے ماورا قرار دیا گیا ہے، تاہم قرآن و حدیث میں اس کے وجود، مقصد اور انجام کے بارے میں بنیادی رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی علمِ کلام، فلسفہ اور تصوف میں روح کے تصور پر مختلف زاویوں سے بحث کی گئی، لیکن تمام مکاتبِ فکر اس بات پر متفق ہیں کہ روح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، ابدی نہیں بلکہ مخلوق ہے، اور قیامت کے دن اسی کے ذریعے انسان کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

اسلام میں روح کا تصور سب سے پہلے قرآنِ مجید سے اخذ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ

"پھر جب میں اسے درست بنا لوں اور اس میں اپنی (پیدا کی ہوئی) روح پھونک دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدے میں گر جانا۔[xix]"

اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر یوں بیان فرمایا:

ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِن رُّوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ

"پھر اس نے اسے درست کیا اور اس میں اپنی روح میں سے پھونکا، اور تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنائے۔[xx]"

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کی حقیقی زندگی کا آغاز روح کے جسم میں داخل ہونے سے ہوتا ہے۔ تاہم مفسرین نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ **"روحی "**(میری روح) سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کا کوئی جز نہیں بلکہ یہ **اضافتِ تشریف**ہے، یعنی روح کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کرکے اس کی عظمت اور شرافت کو بیان فرمایا ہے۔

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"روح کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف اسی طرح ہے جیسے بیت اللہ، ناقۃ اللہ اور عبد اللہ کی نسبت ہے۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کا جز ہرگز نہیں بلکہ اس کی پیدا کردہ اور مکرم مخلوق مراد ہے۔[xxi]"

رسول اللہ ﷺ کی احادیث بھی روح کے مستقل وجود اور موت کے بعد اس کے استمرار پر واضح دلائل فراہم کرتی ہیں۔ حضرت براء بن عازبؓ سے مروی طویل حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے مومن اور کافر کی روح کے قبض ہونے، فرشتوں کے استقبال، عالمِ برزخ اور روح کی واپسی کی تفصیل بیان فرمائی۔[xxii]یہ حدیث اسلامی عقیدے میں روح کے بقا، برزخی زندگی اور آخرت کے مراحل کو سمجھنے کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور لوگ واپس چلے جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔[xxiii]"

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ موت کے بعد شعور کا ایک مخصوص درجہ باقی رہتا ہے، اگرچہ اس کی کیفیت دنیاوی زندگی سے مختلف ہوتی ہے۔

اسلام میں روح کی ماہیت، نفس سے تعلق اور بیسویں صدی کے مسلم اسکالرز کی آراء

قرآن مجید میں روح کی حقیقت کو غیب کے امور میں شمار کیا گیا ہے، اس لیے اسلامی علماء نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا ہے کہ روح کی ماہیت کو عقلی قیاسات کے بجائے وحی کی روشنی میں سمجھا جائے۔ تاہم اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسلام روح کے بارے میں کوئی واضح تصور پیش نہیں کرتا، بلکہ قرآن و سنت روح کے وجود، اس کے افعال، جسم سے تعلق اور آخرت میں اس کی بقا کے متعلق بنیادی اصول فراہم کرتے ہیں۔

روح کی ماہیت

اسلامی عقیدہ کے مطابق روح مخلوق ہے، قدیم نہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ ازلی و ابدی ہے، جبکہ روح بھی اسی کی پیدا کی ہوئی مخلوق ہے۔ اس مسئلے پر اہلِ سنت کے تمام بڑے علماء متفق ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

"روح تمام مسلمانوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوق ہے، نہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا حصہ ہے اور نہ ہی اس کی کوئی صفت۔[xxiv]"

اسی طرح امام ابن القیم لکھتے ہیں:

"روح ایک مستقل مخلوق ہے جو جسم سے الگ اپنی حقیقت رکھتی ہے، لیکن دنیاوی زندگی میں اس کا تعلق جسم کے ساتھ قائم رہتا ہے، جبکہ موت کے بعد بھی اس کا وجود باقی رہتا ہے۔[xxv]"

یہ آراء اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ اسلامی تعلیمات میں روح کو محض ایک جسمانی قوت یا ذہنی کیفیت نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے ایک مستقل، غیر مادی مخلوق قرار دیا جاتا ہے۔

روح اور نفس کا باہمی تعلق

اسلامی علوم میں "روح" اور "نفس" دو اہم اصطلاحات ہیں جنہیں بعض اوقات ایک دوسرے کے مترادف اور بعض اوقات الگ مفہوم میں استعمال کیا جاتا ہے۔قرآن مجید میں

"نفس" مختلف معانی میں آیا ہے۔ مثال کے طور پر:
إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ
"بے شک نفس برائی کا بہت حکم دینے والا ہے۔[xxvi]"
اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ "نفس" انسان کی اخلاقی اور نفسیاتی شخصیت کی نمائندگی کرتا ہے، جو تربیت کے ذریعے مختلف درجات اختیار کرتا ہے، مثلاً:

- نفسِ امارہ
- نفسِ لوامہ
- نفسِ مطمئنہ

جبکہ "روح" زندگی کا اصل سرچشمہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ مخلوق ہے۔
امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:
"روح اور نفس ایک ہی حقیقت کے مختلف اعتبارات ہیں۔ جب زندگی کی نسبت سے دیکھا جائے تو اسے روح کہا جاتا ہے، اور جب اخلاقی و نفسیاتی صفات کے اعتبار سے دیکھا جائے تو اسے نفس کہا جاتا ہے۔[xxvii]"

علامہ محمد اقبال کا تصورِ روح

بیسویں صدی کے مسلم مفکرین میں علامہ محمد اقبال نے روح کے تصور کو جدید فلسفے کے تناظر میں ازسرِ نو واضح کیا۔ اقبال کے نزدیک انسان کی روح کوئی جامد اور غیر متحرک حقیقت نہیں بلکہ ایک تخلیقی اور ارتقائی خودی ہے، جو مسلسل عمل، ایمان اور اخلاقی جدوجہد کے ذریعے اپنی تکمیل کرتی ہے۔
اقبال لکھتے ہیں:
"The ego is not a thing; it is an act."[xxviii]
یعنی انسان کی اصل حقیقت ایک متحرک اور مسلسل ترقی پذیر خودی ہے۔اقبال مزید لکھتے ہیں کہ اسلام انسان کی شخصیت کو فنا کرنے کے بجائے اسے مضبوط بنانے کی تعلیم دیتا ہے، اور آخرت میں اسی انفرادی شخصیت کا بقا برقرار رہتا ہے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی کی رائے

علامہ مودودی کے نزدیک روح انسان کے وجود کا وہ عنصر ہے جس کی وجہ سے انسان دیگر مخلوقات سے ممتاز ہوتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:روح انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ وہ قوت ہے جس کی بنا پر انسان شعور، اخلاق، ارادہ اور ذمہ داری کا حامل بنتا ہے۔

فضل الرحمٰن کی رائے

فضل الرحمٰن کے مطابق قرآن میں روح کا تصور انسان کے اندر موجود اس الٰہی عطیے کی علامت ہے جو اسے عقل، اخلاقی شعور اور وحی کو سمجھنے کی صلاحیت عطا کرتا ہے۔
وہ لکھتے ہیں:
"The Qur'anic concept of man is essentially moral, and the human spirit is the basis of moral responsibility."[xxix]

فضل الرحمٰن اس بات پر زور دیتے ہیں کہ روح کا تصور آخرت کے عقیدے سے جدا نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ یہی انسان کی جواب دہی اور جزا و سزا کی بنیاد بنتا ہے۔

بدھ مت میں روح کا تصور

اسلام کے برعکس بدھ مت میں انسانی وجود کی تشریح کسی مستقل، ابدی اور غیر متغیر روح کے تصور پر قائم نہیں بلکہ اناتّا یا عدمِ نفس کے نظریے پر مبنی ہے۔ یہ بدھ مت کی بنیادی تعلیمات میں سے ایک ہے اور اسے بدھ فلسفے کی شناخت سمجھا جاتا ہے۔ بدھ مت کے مطابق انسان میں کوئی ایسی دائمی ہستی موجود نہیں جو جسم سے الگ مستقل طور پر باقی رہے، بلکہ انسان مسلسل تغیر پذیر جسمانی اور ذہنی عناصر کا مجموعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بدھ مت روح کے اس تصور کو قبول نہیں کرتا جو دیگر مذاہب، خصوصاً اسلام، عیسائیت اور ہندومت میں پایا جاتا ہے۔

بدھ مت کی تین بنیادی تعلیمات درج ذیل ہیں:

- **انچّا** ہر چیز تغیر پذیر ہے۔
- **دکھّا** دنیاوی وجود رنج اور تکلیف سے خالی نہیں۔
- **اناتّا** کوئی مستقل اور ابدی نفس یا روح موجود نہیں۔

یہ تینوں اصول باہم مربوط ہیں اور بدھ فلسفے کی بنیاد تشکیل دیتے ہیں۔

اناتّا (Non-Self) کا بنیادی تصور

بدھ مت کے مطابق انسان جس چیز کو "میں" یا "میری ذات" سمجھتا ہے، وہ حقیقت میں مختلف جسمانی اور ذہنی عوامل کا ایک عارضی مجموعہ ہے۔ چونکہ یہ تمام عوامل مسلسل تبدیل ہوتے رہتے ہیں، اس لیے ان میں کسی مستقل روح کا تصور درست نہیں۔

بدھ مت کی بنیادی کتاب **Samyutta Nikāya** میں بدھ نے فرمایا:

"تمام مظاہر (Dhammā) غیر نفس ہیں۔ جب کوئی شخص اس حقیقت کو صحیح طور پر دیکھ لیتا ہے تو وہ دکھ سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔[xxx]"یہ بدھ مت کے سب سے اہم متون میں شمار ہوتا ہے کیونکہ اسی میں پہلی مرتبہ "اناتّا" کی تفصیلی وضاحت کی گئی ہے۔

پانچ مجموعے

بدھ مت کے مطابق انسان پانچ عناصر (Aggregates) پر مشتمل ہے، جنہیں **Pañcakkhandha** کہا جاتا ہے:

روپ — (جسمانی وجود)

ویدنا — (احساسات)

سنیا — (ادراک)

سنکھارا — (ذہنی رجحانات اور ارادے)

ونّان — (شعور)

بدھ مت کے مطابق یہی پانچ عناصر انسان کی شخصیت تشکیل دیتے ہیں، اور چونکہ یہ سب مسلسل تبدیل ہوتے رہتے ہیں، اس لیے ان میں کوئی دائمی روح موجود نہیں۔

بدھ مت کا اناتّا پر استدلال

بدھ نے **Anattalakkhaṇa Sutta** میں اپنے شاگردوں سے سوال کیا کہ کیا جسم

دائمی ہے؟
انہوں نے جواب دیا:
"نہیں، وہ تغیر پذیر ہے۔"
پھر بدھ نے پوچھا:
"جو چیز تغیر پذیر ہو، کیا اسے 'میرا' یا 'میں' کہنا درست ہے؟"
انہوں نے جواب دیا:
"نہیں۔xxxi"
اسی منطق کو احساسات، ادراک، ذہنی رجحانات اور شعور پر بھی لاگو کیا گیا۔
یہ استدلال اسلامی عقیدے سے مختلف ہے کیونکہ اسلام روح کو مادی تغیر سے ماورا ایک مستقل مخلوق قرار دیتا ہے۔

ابتدائی تقابلی تجزیہ

اسلام اور بدھ مت کے بنیادی تصورات کا تقابل درج ذیل نکات سے واضح ہوتا ہے:

اسلام	بدھ مت
روح اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔	مستقل روح کا وجود تسلیم نہیں کیا جاتا۔
روح جسم سے الگ مستقل حقیقت ہے۔	شخصیت پانچ عناصر کا مجموعہ ہے۔
موت کے بعد روح باقی رہتی ہے۔	کرما کا تسلسل جاری رہتا ہے، مستقل روح نہیں۔
آخرت میں حساب و کتاب ہوگا۔	نروان کا حصول حتمی مقصد ہے۔

اس ابتدائی تقابل سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں مذاہب انسانی وجود کی بنیاد کو مختلف انداز میں سمجھتے ہیں۔ اسلام میں روح ایک مستقل مابعد الطبیعیاتی حقیقت ہے، جبکہ بدھ مت میں "خود (Self) "ایک عارضی اور تغیر پذیر تشکیل ہے۔ یہی بنیادی اختلاف بعد میں موت، مابعد الموت، نجات اور اخلاقی ذمہ داری کے نظریات کو بھی مختلف سمت دیتا ہے۔

بیسویں صدی کے مسلم اور بدھ اسکالرز کی آراء

روح کے تصور کے حوالے سے بیسویں صدی اسلامی اور بدھ متی فکر میں نئی تعبیرات، جدید فلسفیانہ مباحث اور بین المذاہب مکالمے کا دور ثابت ہوئی۔ اس دور کے مسلم مفکرین نے قرآنی تعلیمات کو جدید فکری چیلنجز کے تناظر میں واضح کیا، جبکہ بدھ مفکرین نے مغربی فلسفے اور جدید نفسیات کی روشنی میں اناتّا (Non-Self) کے نظریے کی نئی تشریحات پیش کیں۔ اگرچہ دونوں روایتوں کے علمی اسلوب میں تبدیلی آئی، لیکن ان کے بنیادی مذہبی عقائد میں کوئی بنیادی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

علامہ محمد اقبال (1877–1938ء)

علامہ اقبال نے اسلامی تصورِ روح کو جدید فلسفیانہ زبان میں بیان کرتے ہوئے "خودی " (Ego or Selfhood)کو انسانی شخصیت کا بنیادی جوہر قرار دیا۔ ان کے نزدیک انسان کی اصل حقیقت ایک زندہ، متحرک اور ارتقاء پذیر روح ہے جو ایمان، عملِ صالح اور اخلاقی جدوجہد کے ذریعے اپنی تکمیل کرتی ہے۔ اقبال مغربی مادیت اور ان فلسفیانہ نظریات پر تنقید کرتے ہیں جو انسان کو محض مادی وجود تک محدود کر دیتے ہیں۔

اقبال لکھتے ہیں:

"The Qur'an regards the self as a real and enduring entity whose individuality is preserved even after death."[xxxii]

اقبال کے نزدیک روح انسان کی انفرادی شناخت (Individual Personality) کی بنیاد ہے، جب کہ بدھ مت میں مستقل انفرادی ذات کی نفی کی جاتی ہے۔ یہی فرق دونوں مذاہب کے تصورِ نجات اور تصورِ آخرت میں بنیادی امتیاز پیدا کرتا ہے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی (1903–1979ء)

علامہ مودودی کے نزدیک روح اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ وہ حقیقت ہے جس نے انسان کو دیگر مخلوقات سے ممتاز کیا۔ ان کے مطابق روح کا تعلق صرف حیاتیاتی زندگی سے نہیں بلکہ اخلاقی ذمہ داری، عبادت اور آخرت میں جواب دہی سے بھی ہے۔

سورۃ السجدۃ کی تفسیر میں وہ لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی طرف روح کی نسبت اس کے شرف و عظمت کو ظاہر کرنے کے لیے ہے، نہ کہ اس معنی میں کہ روح اللہ تعالیٰ کا کوئی جز ہے۔[xxxiii]"

مودودی کے نزدیک روح کا تصور انسان کی اخلاقی ذمہ داری کو واضح کرتا ہے، جبکہ بدھ مت میں اخلاقی نظام کرما کے اصول پر قائم ہے، نہ کہ مستقل روح کے وجود پر۔

محمد اسد (1900–1992ء)

محمد اسد نے روح کے مسئلے کو فلسفیانہ قیاس آرائی کے بجائے قرآنی نقطۂ نظر سے سمجھنے پر زور دیا۔ ان کے مطابق قرآن روح کی حقیقت کے بارے میں خاموشی اختیار کرتا ہے کیونکہ اس کا مقصد انسان کو مابعد الطبیعیاتی بحثوں میں الجھانا نہیں بلکہ اخلاقی اصلاح کی طرف متوجہ کرنا ہے۔

وہ لکھتے ہیں:

"The Qur'an intentionally leaves the nature of the soul undefined."[xxxiv]

محمد اسد کے نزدیک اسلام میں روح کا تصور علمی تجسس سے زیادہ اخلاقی اور دینی ذمہ داری کی بنیاد ہے۔

فضل الرحمٰن (1919–1988ء)

فضل الرحمٰن نے قرآن میں روح کے تصور کو انسانی اخلاقی شعور سے جوڑا ہے۔ ان کے مطابق انسان کو دیگر مخلوقات سے ممتاز کرنے والی اصل چیز اس کی روحانی اور اخلاقی استعداد ہے۔

وہ لکھتے ہیں:

"The Qur'anic concept of man is fundamentally moral."[xxxv]

فضل الرحمٰن کی تعبیر یہ واضح کرتی ہے کہ اسلام میں روح کا تصور صرف مابعد الطبیعیاتی حقیقت نہیں بلکہ اخلاقی ذمہ داری کی اساس بھی ہے۔

بدھ اسکالرز کی آراء

Walpola Rahula (1907–1997ء)

والپولا راہولا بیسویں صدی کے سب سے نمایاں تھراوادا بدھ مفکرین میں شمار ہوتے ہیں۔

انہوں نے اناتّا کے نظریے کو جدید مغربی قارئین کے لیے نہایت واضح انداز میں بیان کیا۔ وہ لکھتے ہیں:

"Buddhism stands unique in denying the existence of an eternal, everlasting soul."[xxxvi]

ان کے مطابق انسان کی شخصیت صرف پانچ متغیر عناصر (Five Aggregates) کا مجموعہ ہے، اس کے پیچھے کوئی مستقل ذات موجود نہیں۔

Bhikkhu Bodhi

بھکشو بودھی کے مطابق اناتّا کا مطلب انسان کے وجود کا انکار نہیں بلکہ مستقل ذات کا انکار ہے۔
وہ لکھتے ہیں:

"The doctrine of non-self-rejects an immutable essence but not the continuity of causal processes."[xxxvii]

یہاں بدھ مت "شخصیت" اور "روح" میں فرق کرتا ہے۔ شخصیت موجود ہے لیکن مستقل روح موجود نہیں۔

تقابلی تجزیہ

اول، مسلم مفکرین میں اگرچہ اسلوب اور تعبیر کا اختلاف موجود ہے، تاہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ روح اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مستقل حقیقت ہے، جو انسان کی انفرادی شناخت، اخلاقی ذمہ داری اور آخرت میں جواب دہی کی بنیاد ہے۔ اس کے برعکس بیسویں صدی کے تمام نمایاں بدھ مفکرین اس بات پر متفق ہیں کہ بدھ مت کسی ابدی اور مستقل روح کو قبول نہیں کرتا بلکہ انسانی وجود کو مسلسل تغیر پذیر نفسی و جسمانی عوامل کے مجموعے کے طور پر سمجھتا ہے۔

دوم، اسلامی مفکرین کے نزدیک موت کے بعد روح کی بقا، برزخی زندگی اور قیامت میں دوبارہ اٹھایا جانا عقیدۂ آخرت کی اساس ہے، جبکہ بدھ مفکرین کے نزدیک موت کے بعد کرما کا تسلسل برقرار رہتا ہے، نہ کہ کسی مستقل روح کا سفر۔

سوم، اسلام میں اخلاقی ذمہ داری کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت، وحی اور روح ہے، جبکہ بدھ مت میں اخلاقی ذمہ داری علت و معلول (Cause and Effect) اور کرما کے اصول سے وابستہ ہے۔

اس تقابل سے واضح ہوتا ہے کہ اگرچہ دونوں مذاہب انسان کو اخلاقی زندگی اختیار کرنے کی دعوت دیتے ہیں، لیکن اس دعوت کی مابعد الطبیعاتی بنیادیں ایک دوسرے سے بنیادی طور پر مختلف ہیں۔ اسلام میں روح ایک حقیقی، مستقل اور خدا کی عطا کردہ مخلوق ہے، جبکہ بدھ مت میں "اناتّا" مستقل روح کی نفی کرتے ہوئے انسانی وجود کی تشریح تغیر، کرما اور سببی تسلسل کی روشنی میں کرتا ہے۔

تنقیدی جائزہ

مذکورہ تقابلی مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام اور بدھ مت اگرچہ انسانی اخلاق، ضبطِ نفس، رحم، عدل اور ذمہ داری جیسے مشترکہ اخلاقی اصولوں کی تلقین کرتے ہیں، لیکن ان اصولوں کی مابعد الطبیعاتی بنیادیں مختلف ہیں۔ اسلام میں روح ایک حقیقی، مستقل اور

خدا کی عطا کردہ مخلوق ہے، جو انسان کی انفرادی شناخت اور اخروی جواب دہی کی اساس بنتی ہے۔ اس کے برعکس بدھ مت مستقل روح کے تصور کو رد کرتے ہوئے انسانی وجود کی تشریح تغیر، علت و معلول اور کرما کے اصولوں کے ذریعے کرتا ہے۔
فلسفیانہ اعتبار سے دیکھا جائے تو اسلامی تصورِ روح انسان کی شخصی شناخت (Personal Identity)، اخلاقی ذمہ داری اور اخروی احتساب کو ایک مربوط اور مسلسل نظام میں جوڑتا ہے، جبکہ بدھ مت اناتّا کے نظریے کے ذریعے "میں" کے احساس کو دکھ (Dukkha) کی جڑ قرار دیتا ہے اور نجات کو اس احساس سے آزادی میں تلاش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں مذاہب میں نجات(Salvation) ، آخرت، جزا و سزا اور انسانی مقصدِ حیات کے تصورات بنیادی طور پر مختلف ہیں، اگرچہ دونوں انسان کو اعلیٰ اخلاقی زندگی اختیار کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

نتائج

اوّل : اسلام میں روح ایک حقیقی، مستقل اور غیر مادی مخلوق ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کی ہے۔ قرآنِ مجید میں روح کی حقیقت کو **"امرِ رب "** قرار دیا گیا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ اگرچہ انسان اس کی مکمل ماہیت کو نہیں جان سکتا، لیکن اس کا وجود قطعی اور یقینی ہے۔ **وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي۔** [xxxviii] اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ روح کی معرفت کا اصل ذریعہ وحی ہے، نہ کہ محض فلسفیانہ قیاس۔
دوم : بدھ مت مستقل، ابدی اور غیر متغیر روح کے وجود کو قبول نہیں کرتا بلکہ **اناتّا** کے نظریے کو پیش کرتا ہے۔ اس کے مطابق انسان پانچ متغیر عناصر **(Pañcakkhandha)** کا مجموعہ ہے اور ان عناصر کے علاوہ کوئی مستقل ذات موجود نہیں۔ اس تصور کا مقصد انسان میں "میں (Ego) "کے احساس کو کم کرنا اور اس سے وابستہ دکھ (Dukkha) سے نجات حاصل کرنا ہے۔
سوم : اسلام اور بدھ مت دونوں اخلاقی ذمہ داری پر زور دیتے ہیں، لیکن دونوں کے اخلاقی نظام کی بنیاد مختلف ہے۔ اسلام میں اخلاقی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کی ہدایت، وحی، نبوت اور آخرت میں جواب دہی پر قائم ہے، جبکہ بدھ مت میں اخلاقی نظام **کرما (Karma)** اور **قانونِ علت و معلول (Law of Cause and Effect)** پر استوار ہے۔
اس طرح دونوں مذاہب اخلاقی زندگی کی اہمیت پر متفق ہونے کے باوجود اس کی مابعد الطبیعیاتی بنیاد میں اختلاف رکھتے ہیں۔
چہارم : بیسویں صدی کے مسلم مفکرین، خصوصاً **علامہ محمد اقبال، سید ابوالاعلیٰ مودودی، محمد اسد اور فضل الرحمٰن** نے روح کو انسان کی انفرادی شخصیت، اخلاقی ذمہ داری اور آخرت میں جواب دہی کی بنیاد قرار دیا۔ اگرچہ ان کے اسلوب میں فرق پایا جاتا ہے، تاہم وہ اس اصول پر متفق ہیں کہ روح اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوق ہے اور اس کا بقا موت کے بعد بھی برقرار رہتا ہے۔
پنجم : بیسویں صدی کے بدھ مفکرین، خصوصاً **Walpola Rahula**، **Bhikkhu Bodhi** اور **Nyanatiloka Mahathera** نے اناتّا کے نظریے کو جدید فلسفیانہ زبان میں بیان کیا۔ ان کے مطابق بدھ مت کا مقصد انسان کے وجود کا انکار کرنا نہیں بلکہ

مستقل اور غیر متغیر ذات کے تصور کی نفی کرنا ہے۔ ان کے نزدیک شخصیت کا تسلسل کرما اور سببی ربط (Causal Continuity) کے ذریعے برقرار رہتا ہے، نہ کہ کسی ابدی روح کے ذریعے۔
ششم :تحقیق سے یہ بھی واضح ہوا کہ اسلام اور بدھ مت میں موت کے بعد کی زندگی کے تصورات بنیادی طور پر مختلف ہیں۔ اسلام برزخ، قیامت، حساب و کتاب، جنت اور جہنم کے واضح عقیدے پر ایمان رکھتا ہے، جبکہ بدھ مت میں موت کے بعد کسی مستقل روح کا سفر نہیں بلکہ کرما کے مطابق نئے وجود (Rebirth) کا تسلسل پایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے دونوں مذاہب میں نجات (Salvation) کا مفہوم بھی مختلف ہے؛ اسلام میں نجات اللہ تعالیٰ کی رضا، ایمان اور صالح اعمال سے وابستہ ہے، جبکہ بدھ مت میں نجات (Nirvāṇa)خواہشات، جہالت اور نفسانی وابستگیوں کے خاتمے سے حاصل ہوتی ہے۔
ہفتم :تقابلی تجزیے سے معلوم ہوا کہ اگرچہ دونوں مذاہب انسانی اخلاق، خود احتسابی، ضبطِ نفس، رحم اور امن جیسے اقدار کو اہمیت دیتے ہیں، لیکن ان اقدار کی فلسفیانہ اور مذہبی بنیادیں مختلف ہیں۔ اسلام خدا مرکز (Theocentric) نظریۂ حیات پیش کرتا ہے، جبکہ بدھ مت زیادہ تر تجرباتی، اخلاقی اور نفسیاتی نقطۂ نظر اختیار کرتا ہے۔ یہی فرق روح، انسان، کائنات اور مابعد الموت کے تمام تصورات پر اثر انداز ہوتا ہے۔

خلاصہ

اسلام اور بدھ مت میں روح کے تصور کا تقابلی مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ دونوں مذاہب انسانی وجود، اخلاقی زندگی اور نجات کے بارے میں گہرے فکری نظام رکھتے ہیں، لیکن ان کے بنیادی مابعد الطبیعیاتی اصول ایک دوسرے سے نمایاں طور پر مختلف ہیں۔
اسلام روح کو اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مستقل اور غیر مادی حقیقت قرار دیتا ہے، جو انسان کی اصل شناخت، اخلاقی ذمہ داری اور آخرت میں جواب دہی کی بنیاد ہے۔ اس کے برعکس بدھ مت مستقل روح کے وجود کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ انسانی وجود کو مسلسل تغیر پذیر جسمانی و ذہنی عوامل کے مجموعے کے طور پر بیان کرتا ہے اور نجات کو اسی عارضی "خود" کے تصور سے آزادی میں تلاش کرتا ہے۔
بیسویں صدی کے مسلم اور بدھ اسکالرز کی آراء سے یہ حقیقت مزید واضح ہوئی کہ اگرچہ جدید علمی زبان، فلسفیانہ تعبیرات اور بین المذاہب مکالمے نے ان نظریات کی وضاحت میں اہم کردار ادا کیا، تاہم دونوں مذاہب کے بنیادی عقائد اپنی اصل صورت میں برقرار رہے۔ مسلم مفکرین نے روح کو وحی، نبوت، اخلاق اور آخرت کے تناظر میں سمجھایا، جبکہ بدھ مفکرین نے اناتّا، کرما اور تسلسل کے اصولوں کی روشنی میں انسانی وجود کی تشریح کی۔
اس تحقیق سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا گیا ہے کہ اسلام اور بدھ مت کے درمیان اختلاف صرف "روح موجود ہے یا نہیں" کا نہیں، بلکہ انسان، حقیقت، نجات اور آخرت کے پورے فکری ڈھانچے کا اختلاف ہے۔ اس کے باوجود دونوں مذاہب انسان کو اخلاقی طہارت، ذمہ دارانہ طرزِ زندگی، خود احتسابی، رحم، عدل اور انسانی فلاح کی تعلیم دیتے ہیں۔ یہی مشترکہ اخلاقی اقدار بین المذاہب مکالمے، مذہبی رواداری اور عالمی امن کے فروغ میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں، جبکہ ان کے نظریاتی اختلافات کو علمی دیانت داری کے ساتھ

سمجھنا تقابلی مذہبی مطالعات کے فروغ کے لیے ضروری ہے۔

سفارشات

اس تحقیق کے نتائج کی روشنی میں درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

بین المذاہب مکالمے کا فروغ

اسلام اور بدھ مت کے مشترکہ اخلاقی اصول، جیسے رحم، عدل، ضبطِ نفس، ذمہ داری اور انسانی خدمت، کو بین المذاہب مکالمے کے فروغ کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے تاکہ مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان باہمی احترام اور فکری ہم آہنگی کو تقویت مل سکے۔

تقابلی مذہبی مطالعات کو فروغ دینا

جامعات اور تحقیقی اداروں میں تقابلی ادیان (Comparative Religion) کے موضوعات پر مزید تحقیقی منصوبے متعارف کروائے جائیں، خصوصاً اسلام اور مشرقی مذاہب کے فکری تقابل پر، تاکہ علمی دنیا میں اس میدان کو مزید وسعت مل سکے۔

بین الشعبہ جاتی (Interdisciplinary) تحقیق کی حوصلہ افزائی

روح، شعور(Consciousness) ، انسانی شناخت (Personal Identity) اور اخلاقی ذمہ داری جیسے موضوعات پر اسلامیات، فلسفہ، نفسیات، علومِ اعصاب (Neuroscience)اور مذہبیات کے ماہرین کے درمیان مشترکہ تحقیقی منصوبوں کی حوصلہ افزائی کی جائے، تاکہ ان موضوعات کو مختلف علمی زاویوں سے سمجھا جا سکے۔

مستند بنیادی مصادر پر تحقیق

مستقبل کی تحقیقات میں قرآنِ مجید، صحیح احادیث، پالی کینن (Pāli Canon) اور دیگر بنیادی مذہبی متون سے براہِ راست استفادہ کیا جائے، جبکہ ثانوی مراجع کو معاون حیثیت دی جائے، تاکہ تحقیقی نتائج زیادہ مستند اور قابلِ اعتماد ہوں۔

بیسویں اور اکیسویں صدی کے علمی رجحانات کا تقابلی مطالعہ

آئندہ تحقیق میں بیسویں صدی کے ساتھ ساتھ اکیسویں صدی کے مسلم اور بدھ مفکرین کے افکار کا تقابلی جائزہ بھی شامل کیا جائے، تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ جدید دور میں روح، شعور اور انسانی شناخت کے متعلق مذہبی افکار میں کیا تبدیلیاں یا نئی تعبیرات سامنے آئی ہیں۔

اسلامی تصورِ روح اور بدھ مت کے اناتّا کے فلسفیانہ اثرات پر مزید تحقیق

یہ تحقیق بنیادی طور پر تقابلی مذہبی مطالعہ ہے۔ مستقبل میں اسلامی علمِ کلام، اسلامی فلسفہ، بدھ فلسفہ اور جدید فلسفۂ ذہن (Philosophy of Mind) کے تناظر میں روح اور اناتّا کے تصورات کے فلسفیانہ اثرات پر مزید تفصیلی تحقیق کی جانی چاہیے۔

---

[i] سورة الإسراء، 17:85

[ii] ایضا

[iii] محمد بن جریر الطبری، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، تحقیق: احمد محمد شاکر، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، 2000ء

[iv] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، تحقیق: سامی بن محمد السلامہ، دار طیبہ، ریاض، 1999ء

[v] ابن القیم الجوزیہ، کتاب الروح، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2003ء

[vi] Muhammad Iqbal, The Reconstruction of Religious Thought in Islam, Stanford University Press, 2013

[vii] سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ادارۂ ترجمان القرآن، لاہور، 2007ء

[viii] Muhammad Asad, The Message of the Qur'an, Dar al-Andalus, Gibraltar, 1980

[ix] Fazlur Rahman, Major Themes of the Qur'an, 2nd ed., University of Chicago Press, 2009

[x] Bhikkhu Bodhi (Trans.), The Connected Discourses of the Buddha, Wisdom Publications, Boston, 2000

[xi] Walpola Rahula, What the Buddha Taught, Grove Press, New York, 1974

[xii] سورۃ الحجر 15:29

[xiii] سورۃ السجدۃ 32:9

[xiv] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، تحقیق: سامی بن محمد السلامہ، دار طیبہ، ریاض، 1999ء، ج 4، ص 476

[xv] سورۃ الإسراء 17:85

[xvi] سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، لاہور: ادارۂ ترجمان القرآن، 2007ء، ج 2، ص 635

[xvii] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال، حدیث نمبر 1338؛ صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا، حدیث نمبر 2870

[xviii] What the Buddha Taught, London: Gordon Fraser, 1959, pp. 51–56

[xix] سورۃ الحجر، 15:29

[xx] سورۃ السجدۃ، 32:9

[xxi] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، تحقیق: سامی بن محمد السلامہ، دار طیبہ، ریاض، 1999ء، جلد 4، ص 476

[xxii] مسند الإمام أحمد، مسند البراء بن عازب، حدیث نمبر 18534؛ سنن ابی داود، کتاب السنۃ، حدیث نمبر 4753۔ اس حدیث کو امام ابن خزیمہ اور امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے، جبکہ علامہ البانی نے بھی اسے صحیح کہا ہے) أحکام الجنائز، ص 198

[xxiii] صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب المیت یسمع خفق النعال، حدیث نمبر 1338

[xxiv] ابن تیمیہ، الروح، تحقیق: محمد اجمل اصلاحی، دار عالم الفوائد، مکہ مکرمہ، 2005ء، ص 143

[xxv] ابن القیم الجوزیہ، کتاب الروح، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2003ء، ص 27–35

[xxvi] سورۃ یوسف، 12:53

[xxvii] الراغب الاصفہانی، المفردات في غریب القرآن، تحقیق: صفوان عدنان داودی، دار القلم، دمشق، 2009ء، ص 374–377

[xxviii] Muhammad Iqbal, The Reconstruction of Religious Thought in Islam, Stanford University Press, 2013 (Original lectures: 1930), p. 96

[xxix] Fazlur Rahman, Major Themes of the Qur'an, 2nd ed., University of Chicago Press, Chicago, 2009, pp. 17–25

[xxx] Bhikkhu Bodhi (Trans.), The Connected Discourses of the Buddha: A Translation of the Saṃyutta Nikāya, Wisdom Publications, Boston, 2000, Saṃyutta Nikāya 22.59 (Anattalakkhaṇa Sutta), pp. 901–907

[xxxi] Bhikkhu Ñāṇamoli & Bhikkhu Bodhi (Trans.), The Middle Length Discourses of the Buddha (Majjhima Nikāya), Wisdom Publications, Boston, 1995, pp. 232–235

[xxxii] Muhammad Iqbal, The Reconstruction of Religious Thought in Islam, pp. 102–108

[xxxiii] سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ادارۂ ترجمان القرآن، لاہور، 2007ء، جلد 5، ص 42–45

[xxxiv] Muhammad Asad, The Message of the Qur'an, Dar al-Andalus, Gibraltar, 1980,

Commentary on Qur'an 17:85, p. 460.

[xxxv] Fazlur Rahman, Major Themes of the Qur'an,2nd Edition, University of Chicago Press, Chicago,2009, pp. 17–25

[xxxvi] Walpola Rahula, What the Buddha Taught, Grove Press, New York, 1974, p. 51.

[xxxvii] Bhikkhu Bodhi, In the Buddha's Words, Wisdom Publications, Boston, 2005, pp. 105–112

[xxxviii] سورة الإسراء، 17:85